

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نقش آغاز

وطن عزیز پہلے چند ماہ سے جس بحران میں مبتلا ہے، بظاہر اب اس کی شدت میں اللہ کے فضل و کرم سے کمی آرہی ہے۔ اگر ختم کرنے کے لئے اسلام دشمن سامراجیوں کا عالمی منصوبہ کافی حد تک ناکام دکھائی دے رہا ہے۔ مگر ایسے حالات جب کسی خوابیدہ اور غفلت شعار قوم کیلئے قدرت کی طرف سے جھنجھوٹنے کا ذریعہ ہوتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ ہماری قوم اس المناک سانحہ سے کیا سبق لیتی ہے جو ملک کے دونوں حصوں کی بہترین افرادی قوت کے صنایع، معاشی تعطل اور مادی نقصان کے علاوہ اعلیٰ انسانی اخلاق و کردار کی بربادی کا سبب بنا۔ کوئی مردہ قوم جسکی بد نصیبی پر تقدیر کا آخری فیصلہ صادر ہو چکا ہو، ایسے حالات سے صرف نظر کر سکتی ہے ورنہ ایک ایسی قوم جو صدیوں کی غلامی کے بعد لیلائے آزادی سے بنگلہ بھنگی ہو اور پھر اپنے مطلب گم کردہ کی تلاش میں اپنی قومی زندگی کا بہترین عرصہ تیس سال بھی گنوا چکی ہو اور وہ نہ صرف مسلمان کہلاتی ہو بلکہ پوری اسلامی دنیا کے دکھوں کا دوا بننے کے دعوے لیکر کارزار آزادی میں اتر چکی ہو، اور وہ خیر امت کہلانے کی دعویٰ دار ہو، اگر اتنی عظیم قومی قیامت سے بھی عبرت اور نصیحت نہ لے سکے تو شاید پھر میدان سعی و عمل میں قدرت کی طرف سے اسے سنبھلنے کا کوئی اور موقع ہی نہ مل سکے۔ ہمیں یعنی پوری قوم کو اپنے فکر و نگاہ اور قلب و نظر کی تمام وسعتوں اور گہرائیوں سے کام لیکر از سر نو ان تمام محرکات کا جائزہ لینا ہو گا جو ان حالات پر منتج ہوئے اور ان تمام اسباب کو کرید کرید کر معلوم کرنا ہو گا جنہوں نے یہ روز بد دکھایا، قومی خود کشی کے اس ہولناک گرٹھے تک نہ تو ہم یکایک پہنچے ہیں اور نہ ہم اس کی ذمہ داری کسی ایک فرد یا گروہ یا چند ایک اسباب پر ڈال کر اپنے احساس اور ضمیر کو خطا کاریوں کے بوجھ سے سبکدوش کر سکتے ہیں، خرابی جتنی بڑی ہوگی اس کے اسباب بھی اس سے زیادہ گہرے اور ہمہ گیر ہوں گے اور جرم کا ارتکاب بھی اس سے بڑے پیمانہ پر سرزد ہوا ہو گا۔ ایسے عظیم قومی المیہ میں بھی ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر اپنی مطلب برداری کرنا اور کسی ایک گروہ کا دوسروں کے ذمہ سب کچھ لگا کر اپنا رکھنا، طالع آزمائے وقت اور ہوس اقتدار میں حواس باختہ لوگوں کا کام ہے۔ ورنہ خلص ذہنیت ہمیشہ اپنے آپ کو سزاوار اور خطا کار سمجھتے ہوئے خرابیوں کی اصل جڑ معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہے، اس

محافظ سے ساری قوم کا فریضہ ہے کہ وہ پورے اخلاص اور درد و سوز سے سر جوڑ کر پورے اسباب پر غور کرے کہ پچھلے تیس سال میں ہم نے کیا کیا اور کیا کیا، کیا کھویا اور کیا پایا۔؟ ملک و ملت کی حقیقی فلاح کیلئے ہم کن راہوں پر گامزن ہوئے اور قوم و ملک کی تشکیل و تعمیر ہم نے کن خطوط اور بنیادوں پر اٹھائی۔ قومی سالمیت میں کن لوگوں اور کن نعروں نے رخنہ ڈالا، کون سے خود غرض سیاستدان تھے جنہوں نے علاقائی، قومی و وطنی اور لسانی جھگڑے اٹھا کر ہمارے عظیم جذبہ و وحدت اسلامیہ کو پاش پاش کیا یا وہ کونسی ذہنیت تھی جب کہ آزادی وطن کی خاطر مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو ظالم اور عیار انگریز کے ہاتھوں لٹ رہی تھی تو وہ انگریز کی عاصیہ برداری میں پیش پیش رہی۔ مگر جب آزادی نصیب ہوئی تو یہی ظالم ذہنیت تھی جس نے آگے بڑھ کر ایک مسلمان اور آزاد قوم کے فکر و نظر اور قلب و ذہن کو انگریزیت کے غلامانہ بندھنوں میں محصور و مغلوب کر کے رکھ دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ کون سے عیار تھے جنہوں نے وطن اور قوم کی تعمیر کے نام پر پوری ملت کا رخ ایمان، اسلام، اخلاق، اقدار اور روحانیت کی بجائے پیٹ، مادہ، معاش، سرمایہ داری اور بالآخر سوشلزم کی طرف پھیر دیا اور اس طرح نظریہ پاکستان - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - سے پوری قوم کا رشتہ کاٹنے کا ناقابل معافی گناہ کیا۔ اور وہ کون سے لوگ تھے جو ملک کے دونوں حصوں کے درمیان پھیلی ہوئی دستخوش کے باوجود اپنے مذہب و مقاصد کیلئے یک جان و قالب بن کر ایک دوسرے کے مادی اور غیر اسلامی نعروں اور معاشی نظریوں میں رنگ بھرنے میں پیش پیش ہوتے تھے۔

— ایسے تمام اسباب، محرکات کو نگاہ میں رکھ کر ہمیں آگے کیلئے سوچنا اور لائحہ عمل تجویز کرنا ہوگا، اگر ہم وقتی سکون اور ٹھہراؤ سے یہ سمجھیں کہ مرض بالکلیہ زائل ہو چکا ہے اور آنے والے کسی طوفان کا خطرہ ہی ختم ہو گیا ہے تو یہ ہماری سب سے بڑی بھول ہوگی مرض اور خرابی کے استیصال کے لئے ایک ایک بڑے تک پہنچنا ہوگا، اور پوری قومی سطح پر وہ اقدامات کرنے ہوں گے جو آئندہ ہمیشہ کیلئے ایسے حالات کا سدباب کر سکیں۔

اس میں اولین بات یہ ہے کہ مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں باہمی اعتماد و محبت، الفت و رگلاکت کے وہ جذبات نئے سرے سے ابھارنے ہوں گے جو کسی مسلمان قوم کو سیسہ پلائی دیوار اور حیدر واحد بنائے رکھتی ہے۔ یہ الفت و مفاہات حقیقی معنوں میں اگر قائم ہو سکتی ہے تو کسی مادی، وطنی یا قومی بنیاد پر نہیں اور نہ کسی معاشی اور مادی تفادیت کی دوری پر بلکہ صرف آسمانی نسخہ سے کہ اس نسخہ کو لیکر پورے معاشرہ کو یکجہت نئے سرے سے اسلامی خطوط پر

ہم اپنی ساری سیاست، تمدن، معیشت اور تہذیب و تعلیم اُس ذات کی مرضی پر چھوڑ دیں جس نے کامیابی اور پسندیدگی کی ضمانت صرف اور صرف اسلام کو دی ہے۔ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ اور — وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ۔

ہمارے ایسے انقلابی انقلابات جو اللہ اور رسول کی مرضی اور ہمارے قومی اور عالمی سطح پر کے گئے اسلامی نظام کے بلند بانگ دعوؤں پر پورے اتریں اور ہم اپنے ملک و ملت کی پوری ہیئت حاکمہ اسلام کے سپرد کر دیں گے تو خود بخود ملک کے مختلف خطوں میں یکجہتی کے جذبات بیدار ہوں گے۔ رنگ و نسل اور قومی و علاقائی بندن ٹوٹ جائیں گے، اور مشرقی و مغربی پاکستان میں رہنے والے ہر مسلمان کے دل میں الفت و محبت کی موجیں بھوٹ کر دوسروں کو اپنی آغوشِ عافیت میں لینے کیلئے مہجوز ہوں گی۔ الفت و محبت پیدا کرنا اللہ اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے بھیجے ہوئے لائحہ عمل کو اپنایا جائے۔ ورنہ جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہے کہ اللہ کی مدد نہ ہوتی تو پوری دنیا کو اس کی تمام وسعتوں کے ساتھ خرچ کر کے بھی آپ مختلف انسانوں کو ایک دوسرے سے نہیں جوڑ سکتے تھے تو چند معاشی یا لادینی فرسودہ مادی نعرے لگا کر ہم ہزاروں میل کی دوریاں کیسے دوڑ کر سکتے ہیں۔؟

یہ حجاب یہ نفرت یہ طبقاتی کشمکش اور یہ عداوت اور دشمنی اگر بدل سکتی ہے تو اسی آسمانی نعرے سے جو روح کی گہرائیوں میں اتر کر انصافے مغرب میں رہنے والے مسلمان کو مشرق بعید کے مسلمان کا ہمدرد اور ہم نشین دل بنا دیتا ہے۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**۔ لیکن اللہ العزیز ہم کو یہ بھی سکھاتا ہے جو ہماری نالائقیوں سے صرف نظر کئے جا رہا ہے۔ ورنہ ہمارے قول و عمل کی طرح یہ بھی ایک منافقانہ خیال ہوگی

قوم صدی خزانوں کے جس رجز پر غمور اور مہوش ہو کر اس منزلِ ہلاکت و بربادی تک پہنچے۔ اُس رجز پر تصدیق کا بیت الغزل دوسروں پر مثل تھا۔ ایک سوشلزم اور دوسرے جمہوریت۔ اور اب یہ ساری کرشمہ کاری بھی انہی دو لفظوں کی سحر طرازیوں کی ہے۔ ع

باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست